82761 ـ ضرورتمند والد کا بیٹے کی کیفے والی کمائی لینے کا حکم

سوال

میرا بھائی ایک کنٹین اور کیفے کا مالك ہے جہاں تاش کھیلے جاتے ہیں اور حقہ پیا جاتا ہے، میرے والدین اس وقت بہت زیادہ ضرورتمند ہیں کیا وہ اس کی اس کمائی میں سے مال لے سکتے ہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

باپ کے لیے بیٹے کی کمائی اور مال سے رقم لینی جائز ہے، اور اسے جتنی بھی ضرورت ہو وہ لے سکتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اس سے بیٹے کو نقصان نہ ہوتا ہو.

کیونکہ مسند احمد میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ اور ابن حبان اور ابن ماجہ میں جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث مروی ہے کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا مال بھی ہے اور میری اولاد بھی، اور میرا والد میرا مال لینا چاہتا ہے.

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تو اور تیرا مال تیرے والد کا ہی ہے "

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2291) صحیح ابن حبان (2 / 142) مسند احمد حدیث نمبر (6902) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح ابن ماجہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

فقھاء کرام نے اس کے لیے کچھ شروط بیان کی ہیں:

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" والد کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے بیٹے کا مال جتنا مال چاہے لے اور اسے اپنی ملکیت بنا لے، والد کو اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو، چاہے بیٹا چھوٹا ہو یا بڑا والد اس کا مال دو شرطوں کے ساتھ لے سکتا ہے:

پہلی شرط:

وہ بیٹے کو تباہ نہ کردے، اور اسے نقصان نہ دے، اور وہ ایسی چیز نہ لے جو بیٹے کی ضرورت کے ساتھ معلق ہو.

دوسری شرط:

وہ ایك بیٹے سے مال لے لیكر دوسرے كو نہ دے، امام احمد نے یہی بیان كیا ہے، یہ اس لیے كہ كسی ایك بیٹے كو اپنے مال میں سے عطیہ دینے میں مخصوص كر لینا جائز نہیں، تو پھر كسی ایك بیٹے كا مال لیكر دوسرے بیٹے كو خاص كر دینا تو بالاولی ممنوع ہوگا.

بیان كیا جاتا ہے كہ مسروق رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی كی دس ہزار مہر میں شادی كی اور وہ خود ركھ لیا، اور اسے اللہ كی راہ میں خرچ كر دیا اور خاوند كو كہنے لگے: اپنی بیوی كو تیار كرو"

اور امام ابو حنیفہ، امام مالك، امام شافعی رحمہم اللہ كہتے ہیں: باپ كو اپنے بیٹے كا مال لینے كا صرف اتنا ہی حق ہے جتنی اسے ضرورت ہے؛ اس سے زیادہ نہیں لے سكتا، كیونكہ نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كا فرمان ہے:

" یقینا تمہارے خون، تمہارے اموال، تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن تمہارے اس حرمت والے مہینے میں حرمت والا ہے "

متفق علیہ انتہی.

دیكھیں: المغنی ابن قدامہ (5 / 395).

جمہور علماء نے باپ كو ضرورت كی شرط لگائی اس كی تائید درج ذیل روایت سے بھی ہوتی ہے:

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان كرتی ہیں كہ رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" یقینا تمہاری اولاد تمہیں اللہ كی طرف سے ہبہ كردہ ہے وہ جسے چاہے لڑكیاں ہبہ كرتا ہے، اور جسے چاہے لڑكے دیتا ہبہ كرتا ہے تو جب تمہیں اس كی ضرورت پڑے تو وہ تمہارا مال ہیں "

مستدرك الحاكم (2 / 284) سنن البیہقی (7 / 480) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ حدیث نمبر (2564) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

تو جب باپ كو مال كی ضرورت ہو تو وہ اپنے بیٹے كے مال سے لے سكتا ہے، وہ اس مال كو اپنے اور اپنی عیالداری میں رہنے پر خرچ كر سكتا ہے، لیكن شرط یہ ہے كہ وہ بیٹے كو ضرر اور نقصان نہ دے، اور وہ ایسی چیز

نہ لے جو اس كى ضرورت كے متعلقہ ہو، مثلا اس كى وہ گاڑى جو اپنے آنے جانے ميں استعمال كرتا ہو.

مزيد تفصيل كے ليے آپ سوال نمبر (9594) كے جواب كا مطالعہ كريں.

حقہ پينا حرام ہے، اس حقہ سے حاصل كردہ كمائى بھى حرام ہے، ليكن اگر اس كيفے ميں اگر كھانے پينے والى مباح اشياء مثلا چائے، قہوہ وغيرہ بھى ہوں تو آپ كے بھائى كے كيفے سے حاصل ہونے والى آمدنى مختلط مال شمار گى، جس ميں حلال اور حرام دونوں جمع ہيں، اور جو مال اس طرح كا ہو تو دوسرے كے ليے اس مال سے كھانا حلال ہے، اور وہ اس كے مالك سے تجارت اور لين دين كر سكتا ہے، اور اس كا ہديہ بھى قبول كر سكتا ہے، اگرچہ ورع اور تقوى يہى ہے كہ اس كے ساتھ لين دين نہ كيا جائے، اور اس كا مال نہ ليا جائے، ليكن جب باپ اس مال كا ضرورتمند ہو تو اسے لينے ميں كوئى حرج نہيں، ليكن اس كے ساتھ ساتھ بيٹے كو نصيحت كرنى چاہيے كہ وہ اللہ كا تقوى اختيار كرے، اور حرام لين دين اور معاملات ترك كر دے.

دسوقى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" آپ يہ جان ليں كہ جس شخص كا زيادہ مال حلال كا ہو، اور حرام كا مال كم ہو تو اس كے ساتھ لين دين اور معاملات كرنے اور اس كے ساتھ قرض اور تجارت كا معاملہ كرنا اور اس كے مال سے كھانا جائز ہے اور معتمد بھى يہى ہے.

ليكن جس شخص كا اكثر مال حرام اور حلال كم ہو تو ابن قاسم كا مسلك ہے كہ اس كے ساتھ لين دين اور معاملات كرنے، اور اس كے مال سے كھانا مكروہ ہے، اور معتمد بھى يہى ہے.

اور جس شخص كا سارا مال حرام ہو، اس سے مراد وہ شخص ہى جس كا ذمہ سارے كا سارا حرام ميں ڈوبا ہوا ہو تو ايسے شخص كے ساتھ لين دين، اور معاملات كرنے اور قرض و تجارت كا معاملہ كرنا ممنوع ہے، اور اسے مالى تصرف سے روك ديا جائيگا " انتہى

ديكھيں: حاشية الدسوقى (3 / 277) مختصرا

مزيد تفصيل كے آپ سوال نمبر (45018) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں.

اور تاش كھيلنے كا حكم معلوم كرنے كے ليے آپ سوال نمبر (12567) اور (321) كے جوابات كا مطالعہ كريں.

واللہ اعلم .